بسم اللہ الرحمن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۹۱ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ
الفضل
قادیان

ایڈیٹر:- رحمت اللہ خان شاکر — یوم شنبہ

جلد ۳۱	۴ ماہ وفا ۱۳۲۲ ہش	۲۸ جمادی الثانی سنہ ۱۳۶۲ھ	۴ ماہ جولائی سنہ ۱۹۴۳ء	نمبر ۱۵۶

مدینۃ المسیح

ڈلہوزی ۲ ماہ وفا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج بارہ بجے دن کی ڈاکٹری رپورٹ یہ ہے۔ کہ حضور کو کل ۹۹ درجہ تک حرارت ہوگئی۔ آج شب کھانسی کی شکایت زیادہ رہی اور بے چینی رہی اور نیند نہیں آئی۔ آج صبح بخار کم ہوگیا تھا۔ ۱۰ بجے صبح ٹمپریچر ۹۸٫۵ تھا۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کیلئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت پہلے کی نسبت اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار ہیں اور بہت کمزور ہوگئے ہیں احباب دعائے صحت کریں۔

حاجی خواجہ محکم الدین صاحب چکوال حال کلکتہ کی اہلیہ صابرہ خاتون صاحبہ یکم جولائی کو قادیان میں فوت ہوگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جنازہ مولوی

روزنامہ الفضل قادیان — ۲۹ جمادی الثانی سنہ ۱۳۶۲ھ

غزوہ وجہاد کا مقصد اور معاصر "مدینہ"

معزز معاصر مدینہ بجنور آج کل "مسلمانوں کی اصلاح و تعمیر کا اہتمام" کے موضوع پر پر اظہار خیالات کر رہا ہے۔ اور اس کے خیالات بہت عجیب وغریب ہیں۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ:-

"اسلام بتاتا ہے کہ انسانی زندگی کا منتہا ہمیشہ یہ سمجھو وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ جن و انس کو صرف عبادت (یعنی خدا سے براہ راست ربط و تعلق قائم کرنے) کی غرض سے پیدا کیا گیا ہے۔ دوسرے مذاہب حقہ نے بھی کم وبیش اسی کی تبلیغ کی ہے۔ جسم و روح کے مطالبات کو اعتدال پر رکھنے کے لئے جس احتساب کی ضرورت ہے۔ اسی کی تکمیل کے لئے مذہب سیاست میں مداخلت کرنا ضروری سمجھتا ہے ..... اسی بناء پر اسلام نے غزوہ وجہاد کی تلقین کی ہے۔ اور ملک کی سیاسی و معیشی مشین پر قبضہ کرنا ضروری بتایا ہے تاکہ مادی ضروریات کی تکمیل کے سلسلہ میں کوئی ایسا غلط نظام روئے زمین پر نافذ نہ ہو سکے۔ جو لوگوں کو راہ راست سے بھٹکا کر الا لیعبدون کے مقصد کے بجائے چہ خورد بامداد فرزندم کی طرف لگا دے۔ اسی لئے اسلام میں دارالحرب کو دارالاسلام میں منتقل کرنے اور ملک میں اسلامی قانون نافذ کرنے پر زور دیا گیا ہے"۔

اس اصول کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:- "اسی لئے اسلام نے یہ اصول بتایا تھا۔ کہ دارالحرب میں رہنا حرام ہے الا ایک مجاہد کی حیثیت سے ہر وقت اس خیال میں غرق ہو کر کہ اسے کسی نہ کسی طرح دارالاسلام بنا دیا جائے"۔ (یکم جولائی)

مسلمانوں کی حالت کس قدر قابل رحم ہے کہ ان کی رہنمائی کا دم بھرنے والے اسلام کی حقیقی تعلیم اور صحیح سپرٹ سے اس قدر دور ہیں۔ اسلام نے غزوہ وجہاد کی تلقین اس لئے کی ہے کہ کسی ملک کی سیاسی و معیشی مشین پر قبضہ کیا جائے تاکہ روئے زمین پر کوئی ایسا غلط نظام نافذ نہ ہو سکے جو لوگوں کو الا لیعبدون کے مقصد سے دور لیجانے والا ہو۔ اس سے زیادہ ظلم اسلام پر اور کیا ہو سکتا ہے کہ اسکی طرف ایسے خیالات منسوب کئے جائیں۔

قرآن کریم تو صاف الفاظ میں یہ حکم دیتا ہے کہ لا اکراہ فی الدین۔ مگر افسوس کہ آج مسلمانوں کے معالج ہونیکے مدعی انہیں یہ سنا رہے ہیں۔ کہ اسلام روئے زمین پر کسی ایسے غلط نظام کے نفاذ کو گوارا نہیں کر سکتا۔ جو لوگوں کو الا لیعبدون کے اسلامی مقصد کے سوا کسی اور مقصد کی طرف لیجا سکتا ہو۔ کیا ہمارا معزز معاصر بتا سکتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں جو ممالک غزوہ وجہاد کے نتیجہ میں مسلمانوں کے زیر نگیں آگئے۔ ان میں سے کسی ایک جگہ بھی لوگوں کے طریق وطرز عبادت میں دخل دیا گیا۔ یا کہیں پبلک کو مجبور کیا گیا کہ چہ خورد بامداد فرزندم کے مقصد کو فراموش کرکے اور اسے بکلی ترک کرتے ہوئے اسلامی تعلیم کے مطابق الا لیعبدون کے مقصد کے حصول میں لگ جائیں؟ اور پھر کیا اس کا کوئی ثبوت پیش کیا جا سکتا ہے کہ کسی ایک بھی غزوہ کی بنیاد یہ تھی۔ کہ کسی ملک کی سیاسی و معیشی مشین پر قبضہ کیا جائے۔ اگر معاصر مدینہ کے پاس کوئی ایک بھی ایسی مثال ہو۔ تو اسے پیش کرے۔ یہ وہ اعتراضات ہیں جو اسلام پر غیر مسلموں کیطرف سے پیش ہوتے رہتے ہیں۔ مگر افسوس کہ انکی واقعات کے رو سے تردید اور دلائل کے ذریعہ تغلیط کی بجائے مسلمان خود انہیں اسلامی خوبی کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔ اور دراصل یہ بھی ایک بیماری ہے۔

اسی طرح دارالحرب میں رہنے کا سوال ہے۔ اسے بھی بالکل غلط طور پر پیش کیا گیا ہے۔ دارالحرب میں رہنا حرام ہے۔ اور اگر رہا جائے تو ایک مجاہد کی حیثیت سے۔ یہ دونو باتیں غلط ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کرام حبشہ میں جا کر رہے۔ کیا حبشہ اسوقت دارالحرب تھا یا دارالاسلام۔ یقیناً ہمارا معاصر اسے دارالاسلام قرار نہیں دے سکتا۔ پھر وہ بتائے کہ صحابہ کرام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے ماتحت وہاں ہجرت کرکے کیوں گئے۔ اور دارالحرب میں رہنے کو کیوں حرام نہ سمجھا۔ اور پھر یہ بھی واقعہ ہے کہ وہاں انکی رہائش ان معنوں میں مجاہد کی حیثیت سے ہرگز نہ تھی۔ انہوں نے اسے دارالاسلام میں تبدیل کرنیکی کوئی کوشش نہیں کی۔ بلکہ جنگ وجدال کے ذریعہ ایسا کرنیکے خیال میں وہ غرق بھی نہیں ہوئے ایسی باتیں اسلام کی طرف منسوب کرنا بہت زیادتی اور مسلمانوں کیلئے بہت نقصان دہ امر ہے۔ اس کے تو یہ معنے ہیں کہ اسلام بدامنی کا مذہب ہے۔ حالانکہ

مبلغین کلاس پاس نوجوانوں کی ضرورت

چند ایسے نوجوانوں کی بطور مبلغ ضرورت ہے۔ جو جامعہ احمدیہ کی مبلغین کلاس پاس ہوں۔ تبلیغ کے کام میں دلچسپی رکھتے ہوں مستعد اور تندرست ہوں۔ درخواستیں ۳۱ جولائی تک مفصل کوائف کے ساتھ میرے نام آنی چاہئیں۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ)

چندہ نہ دینے والوں کے متعلق ضروری اعلان

احباب جماعت کو معلوم ہوگا۔ کہ مجلس مشاورت منعقدہ اکتوبر سنہ ۱۹۳۶ء میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ جو لوگ نادہند ہیں۔ آئندہ ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ نہ کیا جائے بلکہ مناسب تعزیری کارروائی کی جائے۔ اور جن سے متواتر تین سال چندہ وصول نہیں ہوا۔ ان کی رپورٹ فوراً مرکز میں کی جائے۔ البتہ اس قسم کی رپورٹ کرنے سے ایک ماہ پیشتر افراد متعلقہ کو امیر یا پریذیڈنٹ باقاعدہ نوٹس دیا کریں۔ کہ اگر انہوں نے اصلاح نہ کی۔ تو ان کے متعلق مرکز میں رپورٹ کی جائے گی۔ (اگر کوئی جواب یا معذرت ایسے احباب کی طرف سے موصول ہو۔ تو اس کو رپورٹ کے ساتھ شامل کر دیا جائے)

چنانچہ حضور کا یہ ارشاد اخبار میں شائع کر کے امراء و پریذیڈنٹ صاحبان جماعت کو خاص طور پر توجہ دلائی جا چکی ہے۔ کہ وہ اس کے متعلق کارروائی کریں۔ لیکن اب تک کے تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ اکثر جماعتیں محض اس خیال سے کہ نادہند اصحاب ناراض نہ ہوں یا بعض اوقات ان کے اخراج از جماعت کی نوبت نہ آجائے۔ کوئی تعزیری کارروائی نہیں کرتیں۔ اس لئے پھر بذریعہ اعلان ہذا جملہ امراء و پریذیڈنٹ صاحبان کو توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ حسب فیصلہ محولہ بالا اس قسم کے پرانے اور عادی نادہندوں کو اولاً سمجھانے کی کوشش کرنا اور پھر حسب ضرورت ان کے خلاف نظارت امور عامہ میں رپورٹ کرنا ان کے فرائض میں داخل ہے۔ اگر اس بارہ میں کوئی کوتاہی کی گئی۔ تو مرکز کی طرف سے بازپرس کی جائے گی۔ اس کے علاوہ یہ ہدایت ہے۔ کہ جو رپورٹ نظارت امور عامہ میں کی جائے چاہیئے کہ اس کی ایک نقل فوراً نظارت ہذا میں بھی بھیجی جایا کرے گا۔

اللہ اور پرمیشر میں فرق

از حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب

آریوں کا ایک مسئلہ ہے کہ جب روحیں تناسخ کے چکر سے نجات پا کر مکتی خانہ میں چلی جاتی ہیں۔ تو اس وقت ان کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہمارا ایک پاپ پرمیشر نے چھپا کر رکھ چھوڑا ہے۔ تاکہ اس کی سزا میں ہم مکتی خانہ کی مدت گزار کر پھر آواگون کے چکر میں پڑیں۔ اور اسی کارروائی پر وہ ہمیشہ تناسخ کا چکر چلاتا رہتا ہے۔ کیونکہ ارواح محدود ہیں۔ اس طرح کسی نیک سے نیک روح کو بھی اس مصیبت سے مستقل رہائی نصیب نہیں ہوتی۔ برخلاف اس کے اسلام نے جو خدا پیش کیا ہے۔ وہ کمزور اور کم عمل انسان کی ایک نیکی چھپا رکھے گا۔ اور پھر اُسے اپنی تمام نیکیوں اور بدیوں کی سزا دے کر اور حساب صاف کر کے اسی ایک مخفی نیکی کے بدلہ میں دائمی جنت میں بھیجدے گا۔ جہاں وہ ابدی آرام پائے گا۔ پس کتنا فرق ہے اِس اللہ اور اُس پرمیشر میں! (از افاضات حضرت خلیفہ ثانی)

جو پرمیشر ہے۔ وہ نیکی بدی کا بدلہ دیتا ہے
مرا اللہ۔ سارا اجر دیکر۔ پھر بھی اک نیکی

تناسخ کے لئے اک پاپ لیکن رکھ ہی لیتا ہے
چھپا رکھتا ہے۔ اور بدلے میں جنت دے ہی دیتا ہے

ذکر حبیب علیہ السلام

(بتوسط صیغہ تالیف و تصنیف)

(سلسلہ کے واسطے دیکھو الفضل جلد ۳۱ نمبر ۲۴ مورخہ ۲۸ جنوری سنہ ۱۹۴۳ء)

نمبر ۴۷۔ سب دوستوں کے ساتھ

سنہ ۱۹۰۵ء کا واقعہ ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آخری دفعہ دہلی تشریف لے گئے۔ تو عاجز راقم بھی حضور کے ہمرکاب تھا۔ حضرت میر قاسم علی صاحب مرحوم جو بعد میں ایڈیٹر اخبار فاروق اور قادیان میں مہاجر تھے۔ اس وقت دہلی میں مقیم تھے اور حضور کے مقام رہائش پر کھانا پکانے کا انتظام میر صاحب کے سپرد ہی تھا اور اندرون خانہ میر صاحب کی پہلی بیوی بیگم مرحومہ حضرت صاحب کو کھانا کھلانے کا انتظام کرتی تھیں۔ حضرت صاحب نے ایک دفعہ میر صاحب موصوف سے دریافت کیا۔ کہ جو کھانا مجھے بھیجا ہے۔ کیا یہی سب کے واسطے پکا ہے۔ میر صاحب نے عرض کی۔ کہ حضور کے واسطے یہ تھوڑا سا علیحدہ پکوایا گیا ہے۔ تب حضور نے فرمایا۔ کہ میرے واسطے علیحدہ کھانا پکوانے کی ضرورت نہیں۔ جو سب دوستوں کے واسطے پکتا ہے۔ اسی میں سے مجھے بھی کھانا دیا کریں۔

مفتی محمد صادق قادیان

درخواست ہائے دعا

(۱) میری اہلیہ بہت زیادہ بیمار اور زنانہ ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔ ڈاکٹروں کی رائے ہے۔ کہ حالت بہت کمزور اور خطرہ سے خالی نہیں۔ اپریشن ضروری تھا۔ لیکن حالت کمزور ہونے کی وجہ سے نہیں کیا جا سکا۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا کریں۔ خاکسار سید عبد الحی آف منصوری (۲) جناب مولوی عبد الرحیم صاحب نیر کی نوزائیدہ لڑکی اور بڑی لڑکی دونوں بیمار ہیں۔ نیز ان کی اہلیہ محترمہ بھی بیمار اور امرتسر کے زنانہ ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ نیر صاحب احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں۔ خاکسار (مفتی) محمد صادق

شادی و شکرانہ فنڈ

کیا آپ نے احباب جماعت سے خوشی کے موقعوں پر شادی و شکرانہ فنڈ کے لئے رقم فراہم کرنے کا انتظام کیا ہوا ہے۔ اگر نہیں تو ہم تو اب ایسے موقعوں پر ضرور کچھ نہ کچھ وصول کر لیا کریں۔ کیونکہ جہاں انسان اور خرچ کرتا ہے وہاں ان غربا کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت میں سرشار ہو کر یہاں دھونی رما بیٹھے ہیں نہیں [illegible] ناظر بیت المال

[illegible] ڈاکٹر [illegible] الطیف صاحب کی حالت [illegible] احباب [illegible] صحت [illegible]

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آج سے ۴۵ سال قبل

ایک مکمل اور مفصل مکتوب

الفضل کے ایک گذشتہ پرچہ میں ہم نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تین خطوط شائع کئے تھے۔ جن میں سے پہلے دو تو مکمل تھے۔ مگر تیسرا سید امیر علی شاہ نے قطع و برید کے بعد ناتمام شکل میں شائع کیا ہوا تھا۔ جسے وہاں سے بجنسہ درج کرتے ہوئے لکھا تھا۔ کہ جو کچھ مل سکا غنیمت ہے۔ کوشش جاری ہے۔ اگر یہ مکمل صورت میں کہیں سے مل گیا۔ تو اسے پھر شائع کر دیا جائے گا۔ سو اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے حضور علیہ السلام کا مکمل و مفصل مکتوب بھی رسالہ تشحیذ الاذہان د مارچ ۱۹۱۴ء میں مل گیا ہے۔ اور آج الفضل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ عرصہ ہوا ہم نے الفضل کے ایک پرچہ میں اسی قسم کے مکتوبات شائع کرتے ہوئے لکھا تھا۔ کہ حضور علیہ السلام کے جو خطوط مخالفین کی کتب و اخبارات میں شائع ہوئے ہیں۔ وہ ایسے مستند نہیں ہو سکتے جیسی کہ وہ تحریریں ہیں۔ جو حضور علیہ السلام یا حضور کے کسی خادم نے شائع کی ہیں۔ کیونکہ احتمال ہے کہ مخالف نے عمداً یا بے پرواہی سے اس کے کسی حصہ میں کتر و بیونت کر دی ہو سو اسکی تصدیق حضور کے اس ناتمام خط کے دیکھنے سے ہو جاتی ہے۔ احباب مخالفین کے شائع کردہ ناتمام خط اور مندرجہ ذیل اصل مکتوب کو دیکھیں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ کس طرح حضور علیہ السلام کے خط میں قطع و برید کی گئی ہے۔ چونکہ اس مفصل خط کا علم مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل کے توسط سے ہوا ہے۔ اس لئے ان کا شکریہ جزاھم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا و الآخرہ۔

خاکسار ملک فضل حسین کارکن صیغہ تالیف و تصنیف

اصل خط درج ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

از جناب متوکل علی اللہ الواحد غلام احمد عافاہ اللہ و اَیّد۔ بخدمت اخویم مکرم بابو الٰہی بخش صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بعد ہذا اس عاجز کو اس وقت تک آن مکرم کے الہامات کی انتظار رہی۔ مگر کچھ معلوم نہیں۔ کہ توقف کا کیا باعث ہے۔ میں نے سراسر نیک نیتی سے جس کو خداوند کریم جانتا ہے یہ درخواست کی تھی۔ تا اگر خدا تعالےٰ چاہے تو ان متناقض الہامات میں کچھ فیصلہ ہو جائے کیونکہ الہامات کا باہمی تناقض اور اختلاف اسلام کو سخت ضرر پہنچاتا ہے۔ اور اسلام کے مخالفوں کو ہنسی اور اعتراض کا موقعہ ملتا ہے اور اس طرح پر دین کا استخفاف ہوتا ہے۔ بھلا یہ کیونکر ہو سکے۔ کہ ایک شخص کو خدا تعالےٰ یہ الہام کرے۔ کہ تو خدا تعالےٰ کا برگزیدہ اور اس زمانہ کے تمام مومنوں سے بہتر اور افضل اور مثیل الانبیاء اور مسیح موعود اور مجدد چودھویں صدی اور خدا کا پیارا اور اپنے مرتبہ میں نبیوں کی مانند اور خدا کا مرسل ہے۔ اور اس کی درگاہ میں وجیہہ اور مقرب اور مسیح ابن مریم کی مانند ہے۔ اور ادھر دوسرے کو یہ الہام کرے۔ کہ یہ شخص فرعون اور کذاب اور مسرف اور فاسق اور کافر اور ایسا اور ایسا ہے۔ ویسا ہی اس شخص کو تو یہ الہام کرے۔ کہ جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا۔ اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہو گا۔ اور تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے اور پھر دوسرے کو یہ الہام کرے۔ کہ جو اسکی پیروی کرتے ہیں۔ وہ شقاوت کا طریق اختیار کرتے ہیں۔ پس آپ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ کس قدر اسلام پر یہ مصیبت ہے۔ کہ ایسے مختلف الہام ہوں۔ اور مختلف فرقے پیدا ہوں۔ جو ایک دوسرے کے سخت مخالف ہوں اس لئے ہمدردیٔ اسلام اسی میں ہے۔ کہ ان الہامات کا فیصلہ ہو جائے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ کوئی فیصلہ کی راہ پیدا کر دے گا۔ اور اس مصیبت سے مسلمانوں کو چھوڑائے گا۔ لیکن یہ فیصلہ تب ہو سکتا ہے۔ کہ ملہمین جن کو الہام ہوتا ہے۔ وہ زنانہ سیرت اختیار نہ کریں۔ اور مرد میدان بنکر جس طرح کے الہام ہوں۔ وہ سب دیانت کے ساتھ چھاپ دیں۔ اور کوئی الہام جو تصدیق یا تکذیب کے متعلق ہو۔ پوشیدہ نہ رکھیں۔ تب کسی آسمانی فیصلہ کی امید ہے۔ اسی وجہ سے میں نے اللہ تعالےٰ کی قسمیں آپ کو پہلے خط میں دی تھیں۔ تا آپ جلد تر اپنے الہام میری طرف بھیجدیں مگر آپ نے کچھ پرواہ نہیں کی۔ اور میرے نزدیک یہ عذر آپ کا قبول کے لائق نہیں۔ کہ آپ کو مخالفانہ الہام اس کثرت سے ہوتے ہیں۔ کہ ایک مدت ان کی تشریح کے لئے چاہیئے۔ میرے خیال میں یہ کام چند منٹ سے زیادہ کا کام نہیں ہے۔ اور غایت درجہ دو گھنٹہ تک معہ تشریح و تفسیر آپ لکھ سکتے ہیں۔ اور اگر کسی اور کتاب کا ارادہ ہے۔ تو اس کو اس سے کچھ تعلق نہیں مناسب ہے کہ آپ امت پر رحم کر کے اور نیز خدا تعالیٰ کی قسموں کی تعظیم کر کے بالفعل دو تین سو الہام ہی جو گھنٹہ دو گھنٹہ کا کام ہے چھپوا کر روانہ فرمادیں۔ یہ تو میں تسلیم نہیں کر سکتا۔ کہ الہامات کی بڑی بڑی عبارات ہیں۔ بلکہ ایسی ہونگی۔ جیسا کہ آپکا الہام مُسرِف کذّاب۔ تو اس صورت میں آپ جانتے ہیں۔ کہ اس قدر الہام کاغذ کے ایک صفحہ میں کسقدر آ سکتے ہیں۔ میں پھر آپ کو اللہ جل شانہ کی قسم دیتا ہوں۔ کہ مسلمانوں کی حالت پر رحم کر کے بمجرد پہونچنے اس خط کے اپنے الہامات چھپوا کر روانہ فرمادیں۔ مجھے اس بات پر بھی سخت افسوس ہوا ہے۔ کہ آپ نے بے وجہ میری یہ شکائت کی۔ کہ گویا میں نے مولوی عبد اللہ صاحب کی کوئی بے ادبی کی ہے۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ میری گفتگو صرف اس قدر تھی۔ کہ آپ مولوی محمد حسین کو کیوں برا کہتے ہیں۔ حالانکہ آپ کے مرشد مولوی عبد اللہ صاحب نے اس کے حق میں یہ الہام شایع کیا تھا۔ کہ وہ تمام عالموں کے لئے رحمت ہے۔ اور سب امت سے بہتر ہے۔ یہ قرآنی الہام تھے۔ جن کا میں نے ترجمہ کر دیا ہے۔ اس صورت میں اگر شک تھا تو آپ مولوی محمد حسین سے دریافت کر لیتے۔ سچی بات پر غصہ کرنا مناسب نہیں ہے۔ پھر ماسوا اس کے جس دعوےٰ کے ساتھ خدا تعالےٰ نے مجھے بھیجا ہے۔ اس کے مقابل پر عبد اللہ صاحب کی کیا حقیقت اور سرمایہ ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں۔ کہ اگر وہ اس وقت زندہ ہوتے تو وہ میرے تابعداروں اور خادموں میں داخل ہو جاتے۔ ظاہر ہے کہ مسیح موعود کے آگے گردن خم کرنا اور غربت اور چاکری کی راہ سے اطاعت اختیار کر لینا ہر ایک دیندار اور سچے مسلمان کا کام ہے۔ پھر وہ کیونکر میری اطاعت سے باہر رہ سکتے تھے۔ اس صورت میں آپ کا کچھ بھی حق نہیں تھا۔ اگر میں حکم ہونے کی حیثیت سے ان میں کچھ کلام کرتا آپ جانتے ہیں۔ کہ خدا اور رسول نے مولوی عبد اللہ کا کوئی درجہ مقرر نہیں کیا۔ اور نہ ان کے بارے میں کوئی خبر دی۔ یہ فقط آپکا نیک ظن ہے۔ جو آپ نے ان کو نیک سمجھ لیا ورنہ کسی حدیث یا آئت سے تو ثابت نہیں۔ کہ درحقیقت پاک دل تھے۔ ہاں جہاں تک ہمیں خبر ہے وہ پابند نماز تھے۔ رمضان کے روزے رکھتے تھے۔ اور بظاہر دیندار مسلمان تھے۔ اندرونی حالت خدا کو معلوم۔

حافظ محمد یوسف صاحب نے کئی دفعہ قسم کو یاد کرنے سے یقین کامل سے کئی جلسوں

میں میرے روبرو بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ عبد اللہ صاحب نے اپنے کسی خواب یا الہام کی بنا پر فرمایا تھا۔ کہ آسمان سے ایک نور قادیان میں گرا۔ جس کے فیضان سے ان کی اولاد بے نصیب رہ گئی۔ حافظ صاحب زندہ ہیں۔ ان سے پوچھ لیں۔ پھر آپ کی شکائت کس قدر افسوس کے لائق ہے۔ اور اللہ جل شانہ خوب جانتا ہے۔ کہ ہمیشہ مولوی عبد اللہ غزنوی کی نسبت میرا نیک ظن رہا ہے۔ اگرچہ بعض حرکات ان کی میں نے ایسی بھی دیکھیں۔ کہ اس حسن ظن میں فرق ڈالنے والی تھیں۔ تاہم میں نے ان کی طرف کچھ خیال نہ کیا۔ اور ہمیشہ سمجھتا رہا۔ کہ وہ ایک مسلمان اپنی فہم اور طاقت کے مطابق پابند سنت تھا۔ لیکن میں اس سے مجبور رہا۔ کہ میں ان کو ایسے درجہ کا انسان خیال کرتا۔ کہ جیسے خدا کے کامل بندے ماموریں ہوتے ہیں۔ اور مجھے خدا نے اپنی جماعت کے نیک بندوں کی نسبت وہ وعدے دیئے ہیں۔ کہ جو لوگ ان وعدوں کے موافق میری جماعت میں سے روحانی نشوونما پائیں گے۔ اور پاک دل ہو کر خدا سے پاک تعلق جوڑ لیں گے۔ میں اپنے ایمان سے کہتا ہوں۔ کہ میں ان کو صدہا درجہ مولوی عبد اللہ غزنوی سے بہتر سمجھوں گا۔ اور سمجھتا ہوں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ ان کو وہ نشان دکھلاتا ہے۔ کہ جو مولوی عبد اللہ صاحب نے نہیں دیکھے۔ اور ان کو وہ معارف سمجھاتا ہے۔ جن کی مولوی عبد اللہ کو کچھ بھی خبر نہیں تھی۔ اور انہوں نے خوش قسمتی سے مسیح موعود کو پایا۔ اور اسے قبول کیا۔ مگر مولوی عبد اللہ اس نعمت سے محروم گذر گئے۔ آپ میری نسبت کیسا ہی بدگمان کریں۔ اس کا فیصلہ تو خدا تعالیٰ کے پاس ہے۔ لیکن میں بار بار کہتا ہوں۔ کہ میں وہی ہوں۔ اور اس نور میں میرا پودا لگایا گیا ہے۔ جس نور کا وارث مہدی آخر الزمان چاہیئے تھا۔ میں نہی مہدی ہوں۔ جس کی نسبت

ابن سیرین سے سوال کیا گیا۔ کہ وہ حضرت ابوبکر کے درجہ پر ہے۔ توانہوں نے جواب دیا۔ کہ ابوبکر کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے یہ خدا تعالےٰ کی عطا کی تقسیم ہے۔ اگر کوئی بخل سے مر بھی جائے۔ تو اس کو کیا پرواہ ہے۔ اور جو شخص مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی کے ذکر سے مجھ پر ناراض ہوتا ہے۔ اس کو خدا سے شرم کر کے اپنے نفس سے ہی سوال کرنا چاہیئے۔ کہ کیا یہ عبد اللہ اس مہدی و مسیح موعود کے درجہ پر ہو سکتا ہے۔ جس کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام کہا۔ اور فرمایا کہ خوش قسمت ہے وہ امت جو دو پناہوں کے اندر ہے۔ ایک میں جو خاتم الانبیاء ہوں اور ایک مسیح موعود جو ولائت کے تمام کمالات کو ختم کرتا ہے۔ اور فرمایا کہ یہی لوگ ہیں۔ جو نجات پائیں گے۔

اب فرمایئے کہ جو شخص مسیح موعود سے کنارہ کر کے عبد اللہ غزنوی کی وجہ سے اس سے ناراض ہوتا ہے۔ اس کا کیا حال ہے۔ کیا سچ نہیں۔ کہ تمام مسلمانوں کا متفق علیہ عقیدہ یہی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے صلحا اور اولیاء اور ابدال اور قطبوں اور غوثوں میں سے کوئی بھی مسیح موعود کی شان اور مرتبہ کو نہیں پہونچتا۔ پھر اگر یہ سچ ہے۔ تو آپ کا مسیح موعود کے مقابل پر مولوی عبد اللہ غزنوی کا ذکر کرنا اور بار بار یہ شکائت کرنا کہ عبد اللہ کے حق میں یہ کہا ہے۔ کس قدر خدائے تعالےٰ کے احکام اور اس کے رسول کریم کی وصیتوں سے لاپرواہی ہے۔ کیا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نصیحت فرمائی تھی۔ کہ عبد اللہ غزنی سے نکالا جائے گا۔ اور پنجاب میں آئے گا۔ اس کو تم نے مان لینا۔ اور میرا سلام اس کو پہونچانا۔ یا یہ نصیحت فرمائی تھی کہ غلبہ صلیب کے وقت مسیح موعود ظاہر ہوگا۔ اور وہ نبیوں کی شان لے کر آئیگا

اور خدا اُس کے ہاتھ پر صلیبی مذہب کو شکست دیگا۔ اس کی نافرمانی نہ کرنا اور اُسکو میری طرف سے سلام پہنچانا؟ اور اگر یہ کہو کہ وہ تو آکر نصاریٰ سے لڑیگا اور انکی صلیبوں کو توڑے گا۔ اور ان کے خنزیروں کو قتل کریگا۔ تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ علمائے اسلام کی غلطیاں ہیں بلکہ ضرور تھا کہ مسیح موعود نرمی اور صلحکاری کیساتھ آتا۔ اور صحیح بخاری میں بھی لکھا ہے کہ مسیح موعود جنگ نہیں کرے گا۔ اور نہ تلوار اٹھائے گا بلکہ اس کا حربہ آسمانی حربہ ہوگا۔ اور اسکی تلوار دلائل قاطعہ ہوگی۔ سو وہ اپنے وقت پر آچکا۔ اب کسی فرضی مہدی اور فرضی مسیح موعود کی انتظار کرنا اور خونریزی کے زمانہ کا منتظر رہنا سراسر کوتہ فہمی کا نتیجہ ہے۔ اور خدا نے میرے ہاتھ پر بہت سے نشان دکھلائے اور وہ ایسے یقینی طور پر ظاہر ہوئے۔ کہ تیرہ سو برس کے زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ اسلامی اولیاء کی کرامات ان کی زندگی سے بہت پیچھے لکھی گئی ہیں۔ اور ان کی شہرت صرف انکے چند مریدوں تک محدود تھی لیکن یہ نشان کروڑہا انسانوں میں شہرت پا گئے۔ مثلاً دیکھو کہ لیکھرام کی پیشگوئی کو کیونکر فریقین نے اپنے اشتہارات میں شائع کیا۔ اور قبل اس کے جو وہ پیشگوئی ظہور میں آوے۔ لاکھوں انسانوں میں اس پیشگوئی کا مضمون شہرت پا گیا۔ اور تین قومیں ہندو مسلمان عیسائی اس پر گواہ ہوگئیں۔ اسی کروفر سے وہ پیشگوئی ظہور میں بھی آئی۔ اور اسی طرح لیکھرام قتل کے ذریعہ سے فوت ہوا۔ جیسا کہ پیش از وقت ظاہر کیا گیا تھا۔ کیا ایسی ہیبتناک پیشگوئی کو پورا کرنا انسان کے اختیار میں ہے۔ کیا اس ملک کی تین قوموں میں اس قدر شہرت پاکر اور ایک کشتی کی طرح لاکھوں انسانوں کے نظارہ کے نیچے آکر اس کا پورا ہو جانا ایسی پیشگوئی کی جو اسی

شان و شوکت کے ساتھ پوری ہوئی ہو تیرہ سو برس کے زمانہ میں کوئی نظیر بھی ہے؟ اور بعض کا یہ کہنا کہ بعض پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں۔ اس کا جواب بجز اس کے ہم کیا دیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ اگر ان لوگوں کے دلوں میں ایک ذرہ نور انصاف ہوتا۔ تو وہ شبہ کے وقت میرے پاس آتے تو میں ان کو بتلاتا کہ کس خوبی سے تمام پیشگوئیاں پوری ہوگئیں۔ ہاں ایک پیشگوئی ہے جس کا ایک حصہ پورا ہوگیا اور ایک حصہ شرط کی وجہ سے باقی ہے جو اپنے وقت پر پورا ہوگا۔ افسوس تو یہ ہے کہ ان لوگوں کو خدا تعالےٰ کی وہ سنتیں اور قانون بھی معلوم نہیں جو پیشگوئیوں کے متعلق ہیں۔ ان کے قول کے مطابق تو یونس نبی بھی جھوٹا تھا۔ جس نے اپنی پیشگوئی کے قطعی طور پر چالیس دن مقرر کیئے تھے۔ مگر وہ لوگ تو چالیس برس سے بھی زیادہ زندہ رہے۔ اور چالیس دن میں نینوہ کا ایک تنکا بھی نہ ٹوٹا۔ بلکہ یونس نبی تو کیا تمام نبیوں کی پیشگوئیوں میں یہ نظیریں ملتی ہیں۔

پھر اخیر پر خدا تعالےٰ کی قسم آپ کو دیتا ہوں۔ کہ آپ وہ تمام مخالفانہ پیشگوئیاں جو میری نسبت آپ کے دل میں ہو لکھکر چھاپ دیں۔ اب دس دن سے زیادہ میں آپ کو مہلت نہیں دیتا۔ جون مہینے کی ۳۰ تاریخ تک آپ کا اشتہار مخالفانہ پیشگوئیوں کا میرے پاس آ جانا چاہیئے۔ ورنہ یہی کاغذ چھاپ دیا جائے گا۔ اور پھر آئندہ آپ کو کبھی مخاطب کرنا بھی بے فائدہ ہوگا۔ والسلام

خاکسار۔ مرزا غلام احمد عفی عنہ

۱۲ر جون سنہ ۱۸۹۹ء

ہندو اور سکھ

(۶)

گورو گوبند سنگھ صاحب کے تمدنی احکام

گورو گوبند سنگھ صاحب نے اپنے سکھوں کو مذہبی طور پر ہندوؤں سے الگ رکھنے کے علاوہ تمدنی طور پر بھی ان کو علیحدہ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ ان حالات میں کون کہہ سکتا ہے کہ سکھ اور ہندو ایک ہی قوم ہیں۔ ہم ذیل میں ان چند ایک باتوں کا ذکر کرتے ہیں۔ جو تمدنی طور پر ہندوؤں اور سکھوں کو ایک دوسرے سے الگ کرتی ہیں۔

ہندوؤں کے ہاتھ کا کھانا پینا

گورو صاحب نے صاف الفاظ میں اپنے سکھوں کو ہندوؤں کے ہاتھ کا کھانا کھانے سے روکا ہے۔ اور اگر کوئی سکھ اس کی خلاف ورزی کرے تو اس کو مجرم قرار دے کر اس کے لئے سزا بھی تجویز کی ہے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ :-

۱- مونے کا اہار نہیں کھانا
سلانہ پوجے پان نہ پانا
(گور پرتاپ سورج گرنتھ رت ۳ انسو ۵)

۲- سو سکھ گورو کا جانئے
مونے آن نہ کھائیے
(خالصہ رہت پربودھ صہ ۲۶)

یعنی اس کو گورو کا سچا سکھ سمجھو۔ جو مونے (ہندو) کے ہاتھ کا نہیں کھاتا۔

گورو صاحب نے براہمن کے ہاتھ کا کھانا کھانے سے بھی صریح الفاظ میں منع کیا ہے۔ آپ کا ارشاد ہے :-

"براہمن کیس پاہل کے بغیر ہو (یعنی اگر اس نے سکھ دھرم اختیار نہ کیا ہو) اس کے ہاتھ کا نہ کھائے" (سدھرم مارگ گرنتھ صہ ۱۵۲)

تمباکو پینے والے کے ہاتھ کا پانی پینے سے بھی آپ نے سکھوں کو روکا ہے :-

"تمباکو پینے والے کے ہاتھ کا پانی پیوے سو مدرا کے برابر ہے" (یعنی شراب کے برابر ہے) (سدھرم مارگ گرنتھ صہ ۱۵۲)

اس کے علاوہ ہندوؤں کے ساتھ کھانا کھانے والے سکھ کو مجرم قرار دیا گیا ہے :-

"آن امرتیے (غیر سکھ) اور من مٹیے کے ساتھ جو سکھ برتے یعنی ایک برتن میں کھائے اور ناطہ کرے وہ تنخواہیا"
(خالصہ رہت پرکاش صہ ۲۴)

گورو صاحب نے ہندو سنیاسیوں اور سادھوؤں کا جھوٹا کھانے کی ممانعت بھی کی ہے۔ جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے :-

سنیاسی بیراگی جیوے
اور اداسی یوگی تیوے
جنگم وامی اور جو کیئی
تانکا جوٹھا کبھی نہ لیئی
(رہت نامہ بھائی دیسا سنگھ)

سردار کاہن سنگھ صاحب نابھہ تحریر فرماتے ہیں :-

"جو امرت پان کر کے کسی آن امرتیے کا جوٹھا کھاتا ہے وہ دھرم سے پتت ہو جاتا ہے۔ بہت اگیانی سکھ فقیروں کا جوٹھا نیت پرشاد کہہ کر کھاتے ہیں اور اپنے آپ کو خالصہ دھرم سے بے مکھ کرتے ہیں"
(گورومت سدھاکر صہ ۴۶۹)

کسی قوم میں اتحاد پیدا کرنے کیلئے روٹی اور بیٹی کی سانجھ کو ضروری سمجھا جاتا ہے۔ لیکن مندرجہ بالا ارشاد میں گورو صاحب نے اپنے سکھوں کو غیر سکھوں سے روٹی کی سانجھ قائم کرنے سے روک دیا ہے۔ اور اس کی خلاف ورزی کرنے والے کو تنخواہیا (مجرم) قرار دیکر اس کیلئے حسب ذیل سزا تجویز کی ہے۔

"بھادنی (بھدن کرنے والا یعنی ہندو) کڑی مار (لڑکی کو مارنے والا) دھیرملیا (دھیرمل کا پیرو) رام گڑھیہ۔ مینے کے ہاتھ کا کھائے تو سوا روپیہ (جرمانہ)"
(سدھرم مارگ گرنتھ صہ ۱۲۳)

کھانے پینے کے متعلق گورو صاحب کا واضح فرمان ہے :-

"گورو سکھ کا کھائیے
کنیا گھر سکھ سودھ"
(خالصہ رہت پربودھ صہ ۲)

یعنی کھانا گورو کے سکھ کے ہاتھ کا کھاؤ۔ اور بیٹی کا رشتہ سکھ کو ہی دیا جائے۔

گورو صاحب نے اپنے سکھوں کو ہندوؤں سے بالکل الگ تھلگ رکھنے کیلئے یہاں تک احتیاط برتی ہے کہ اپنے سکھوں کو غیر سکھوں کی خوشی اور غمی کی تقریب میں شمولیت اختیار کرنے سے روکا ہے آپ کا حکم ہے :-

سر گمن کے موکھ نہ لاگو
پانچوں کو سب سنگ تیاگو
مرن پرن تن کے کچھ ہوئے
تہاں سکھ اس جائے کھلوئے
مرنے پرنے تاس کے سکھ نہ کوئی جائے
کرن ہار کو بخشنا ہے سنگت دیؤ بنائے
(گورسو بھا گرنتھ صہ ۲۰)

یعنی سر منڈوانیوالے (ہندو) کی شکل بھی نہ دیکھو۔ اور ان کے ساتھ ہی پانچوں (دھیرملیے۔ رام رائیے۔ مینے مسند۔ اور لڑکی کو مارنے والے) کا تیاگ کرو۔ اور ان سب کے ہاں اگر کوئی خوشی غمی کی تقریب ہو تو سکھ وہاں پاس بھی کھڑا نہ ہو۔ اور کسی قسم کی شمولیت اختیار نہ کی جائے۔ یہ خدا کا حکم ہے۔ اور تمام سنگت کو اس سے آگاہ کر دو۔ غیر سکھوں کی خوشی و غمی میں شمولیت اختیار کرنے سے گورو صاحب کے روکنے کے بارہ میں سردار کاہن سنگھ صاحب نابھہ لکھتے ہیں کہ :-

"شادی اور غمی میں غیر سکھوں کے گھر جانے سے بہت عورتوں کی عقل بھرشٹ ہو جاتی ہے۔ اور بری صحبت کے باعث گورمت سے یقین کم ہو جاتا ہے۔ گور سکھوں کو عورتوں کے سدھار کے لئے ہمیشہ کوشاں رہنا چاہیئے" (گورمت سدھاکر صہ ۷۶۱)

سکھ وِدوان بیان کرتے ہیں کہ چونکہ گورو صاحب نے سکھ پنتھ کو ایک علیحدہ جماعت کے طور پر قائم کرنا تھا۔ اس لئے آپ نے ایسے احکام صادر فرمائے۔ "سکھ رہت مریادہ" میں مرقوم ہے :-

"برتنے سے مراد روٹی اور بیٹی کی سانجھ ہے جس کے صاف معنے رشتہ ناطہ کرنے ... [illegible] قائم کرنا ہے۔ گورو صاحب کا مدعا پنتھ کو ایک کر کے رکھنا تھا" (سکھ رہت مریادہ صہ ۱۷ شائع کردہ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی)

اس کے علاوہ گورو صاحب کا یہ بھی حکم ہے کہ باورچیخانہ میں سکھ کو ہی باورچی مقرر کیا جائے یعنی سکھوں کا باورچی کوئی ہندو نہیں ہو سکتا۔ آپ کا فرمان ہے :-

۱- "رسوئیا (باورچی) سکھ رکھے"
(رہت نامہ بھائی چوپا سنگھ و گورمت سدھاکر)

۲- "لانگری (باورچی) سنگھ رکھے"
(خالصہ رہت پرکاش صہ ۲۳)

ہندوؤں کے ہاں باورچیخانہ میں گائے کے گوبر کا چوکہ دینا متبرک خیال کیا جاتا ہے لیکن گورو صاحب نے اسکو بھی ممنوع قرار دیا ہے۔ بلکہ آپ نے اس سلسلہ میں یہاں تک احتیاط برتی ہے کہ باورچیخانہ میں گائے کے گوبر کو ایندھن کے طور پر استعمال کرنے سے بھی روک دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں :-

۱- "لنگر میں گوبر نہ جلائے۔ نہ گوبر کا چوکہ دیوے"
(رہت نامہ بھائی چوپا سنگھ)

۲- گورو کا سنگھ لنگر میں گوبر نہ جلائے۔ اگر لکڑیاں نہ مل سکیں تو جسقدر ملیں اوتنیاں ہی جلائے"
(خالصہ دہرم شاستر صہ ۱۶۲)

پس ان حوالجات سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ گورو گوبند سنگھ صاحب نے اپنے سکھوں کو غیر سکھوں سے کھانے پینے کے تعلقات قائم کرنے سے روکا ہے۔ البتہ سکھ آپسمیں یہ تعلقات قائم کر سکتے ہیں جیسا کہ مرقوم ہے :-

"رہت وان خالصہ سوئی + جسکے پریم سنگ نہ ہوئی
ان ورن میں نراس جیئی + تانکا جوٹھا کبھی نہ لیئی"
(خالصہ رہت پرکاش صہ ۳۱)

یعنی جو رہت میں پختہ سکھ ہیں۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے ہاتھ کا اور آپس میں مل کر کھا سکتے ہیں۔ لیکن جو غیر سکھ ہیں۔ اون سے مل کر ہرگز نہ کھایا جائے۔ بلکہ اون سے کبھی بھی کسی قسم کے تعلقات قائم نہ کئے جائیں آپ کا ارشاد ہے:۔

پانچن سو کب میل نہ کریئے
نام دان نس دن اُڑ دھریئے
مینا او مسندی جان
دھیرمل رمریئے جد آن
ہجم کو ئم جانت تم بھرات
چھپی نہیں یا میں کچھ بات
ان سوں میل نہ کریئے بھائی
کرنا نہہ ایہہ بدھ فرمائی"

(گورمت سدھاکر صفحہ ۵۴۴)

یعنی پانچوں سے کبھی میل نہ کرو۔ اور دل میں رات دن نام دان کا ہی خیال رکھو۔ مینا۔ اور مسندی۔ اور دھیرمل کا سنف اور رام راسئے کا سکھ اور پانچواں۔ (پانچویں کے معنے سردار کاہن سنگھ صاحب نے مونا سر گم کے کئے ہیں۔ ملاحظہ ہو گورمت سدھاکر صفحہ ۵۴۴ حاشیہ) ان سے کسی قسم کا میل نہ کرو۔ یہ خدا نے بتایا ہے۔

گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ گورو گوبند سنگھ صاحب نے ہندو پہاڑی راجاؤں کو ایک خط کے جواب میں لکھا۔ کہ

"آپ کو واضح رہے کہ ہم اپنی زر خرید زمین میں رہتے ہیں۔ کسی کی رعایا نہیں ہیں اس سے قبل ہم نے کسی کی اطاعت قبول نہیں کی اور نہ آئندہ کرینگے۔ اگر آپ ہم سے میل رکھنا چاہتے ہیں۔ تو امرت چھککر سنگھ سجو۔ جسپر تمام خالصہ پنتھ آپ کو ہی اپنا مکھیا تسلیم کر لیگا۔ اور آپ کے پیچھے چلے گا۔ جس کا پھل آپ لوگ آزادانہ طور پر حکومت کریں گے۔ بغیر سنگھ سجے آپ کے ساتھ اور کسی طرح بھی خالصہ میل نہیں رکھے گا"

(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۱۴۰)

اس حوالہ سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ گورو صاحب نے ہندوؤں کے ساتھ اسی صورت میں تعلقات قائم کرنے کی اجازت دی ہے کہ وہ سکھ دھرم کو قبول کر کے سنگھ بن جائیں۔ اور اگر وہ سنگھ بننے کے لئے تیار نہ ہوں۔ تو سکھ ان سے تعلقات قائم نہیں کر سکتے۔ آپ نے صاف الفاظ میں کہا ہے کہ:۔

"منڈت سو نہ پیار"

(سدھرم مارگ صفحہ ۱۳۵)

یعنی سر کے منڈانے والوں کے ساتھ پیار نہ کرو۔ گورو صاحب کے اس مندرجہ بالا فرمان پر سنت سپورن سنگھ صاحب نے حسب ذیل نوٹ لکھا ہے۔

"سر منڈانے والوں کے پیار کے باعث ہی پتت ہو کر سر گم ہو جایا کرتے ہیں۔ ایسا میل بالکل منع ہے۔ یعنی اون کے ساتھ دوستی نہ کی جائے"

(سدھرم مارگ صفحہ ۱۳۵ حاشیہ)

رشتہ و ناطہ

گورو گوبند سنگھ صاحب نے رشتہ و ناطہ کے متعلق بھی واضح ہدایات فرمائی ہیں کہ سکھ لڑکی کا رشتہ کسی غیر سکھ سے نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی خلاف ورزی کرنے والے کو پتت اور مجرم ہی بیان نہیں کیا۔ بلکہ جہنمی قرار دیا ہے۔ جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے:۔

(۱) کنیا دیوے سکھ کو لیوے نہ کچھ دام
سوئی میرا سکھ ہے پہونچے لے تم دھام
(گورپرتاپ سورج گرنتھ رت ۵ انس ۴۳)

(۲) "کنیا سکھ کو دیوسے پنا دام سو
میرے دھام کو پراپت ہوئے"

(سدھرم مارگ گرنتھ صفحہ ۱۶۰)

گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ گورو صاحب نے جب خالصہ پنتھ کی بنیاد رکھی۔ اور لوگوں کو اپنے پنتھ میں شامل کرنا شروع کیا۔ تو آپ نے انکو بہت سی ہدایات دیں۔ جن میں یہ ہدایت بھی تھی کہ:۔

"غیر سکھ کی سنگت نہ کرے
ذات پات کا بھرم نہ کرے
بیٹی آپس میں لینی دینی۔ رشتہ
و ناطہ سنگھ سے سنگھ کرے۔ غیر
سکھ سے نہ کرے"

(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۰۹۲)

غیر سکھ لڑکی کا رشتہ لینا منع نہیں بلکہ رشتہ دینا منع ہے:۔

"گورو کا سکھ کنیا سیوک (غیر سکھ) کو نہ دیوے۔ سیوک (غیر سکھ) سے لے لے"

(خالصہ دھرم شاستر صفحہ ۱۶۶)

گورو صاحب نے غیر سکھ سے سکھ لڑکی کا رشتہ نہ کرنے کی جو وجہ بیان فرمائی ہے وہ حسب ذیل ہے:۔

"سکھ کو پتری دئی سدھا سدھا ملجائے
دی بھادی کو ستا ایہہ مکھ امیں چو آئے"

(گورمت سدھاکر صفحہ ۵۰۴)

یعنی اگر سکھ لڑکی کا رشتہ کسی سکھ سے ہو۔ تو اس صورت میں امرت میں امرت مل جاتا ہے۔ اور ہندو کو سکھ لڑکی کا رشتہ دینا ایسا ہی ہے جیسے کہ سانپ کے منہ میں امرت ڈالنا۔

اسی طرح ایک اور کتاب میں مرقوم ہے:۔

سکھ کو سکھ پتری دئی سدھا سدھا ملجائے
دی بھادی کو ستا اہے مکھ امیں چو آئے
بنا سنگھ سکھ دے ستا اجا قصائی ساک
جنم کنک سو سکھ ہوئے جنم ہوت مرت کاک

(سدھرم مارگ گرنتھ صفحہ ۱۰۳)

خالصہ دھرم شاستر میں مرقوم ہے:۔

"سکھ کی لڑکی غیر سکھ کے گھر نہ جانی پنتھ کا طریق ہے" (صفحہ ۲۹۴)

غیر سکھ سے سکھ لڑکی کا رشتہ کرنے والے کو گورو صاحب نے مجرم قرار دیا ہے۔ جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے:۔

"کنیا کو مارے۔ مونے (ہندو) کو دیوے سو تنخواہیا" (رہت نامہ بھائی دیا سنگھ) (تنخواہیا سکھوں کے ہاں مجرم کو کہتے ہیں)

ایک کتاب میں تو یہاں تک لکھ دیا گیا ہے:۔

"کنیا کو مارے۔ یا مونے (غیر سکھ) کو کنیا دیوے۔ اوسکو خالصہ دھرم سے پتت سمجھو" (خالصہ رہت پرکاش صفحہ ۲۲)

گویا اگر کوئی سکھ اپنی لڑکی کا رشتہ کسی ہندو سے کر دے۔ تو وہ سکھ دھرم سے خارج ہو جاتا ہے۔

آپ نے یہاں پر ہی بس نہیں کی۔ بلکہ آپ کا یہ ارشاد بھی موجود ہے کہ جو شخص ایک سکھ لڑکی کا رشتہ کسی مونے (ہندو) سے کر دے گا۔ وہ مر کر جہنم میں جائے گا۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"مونے کو کنیا دیوے سو نرک میں پڑیگا"

(گورمت سدھاکر صفحہ ۵۰۴ مصنفہ سردار کاہن سنگھ نابھہ)

گورو صاحب کا یہ بھی حکم ہے کہ چرن پاہل لینے والا سکھ اپنی لڑکی کا رشتہ کھنڈے کا امرت پینے والے سکھ کو دیوے:۔

چرن پاہل کھنڈ دے سکھ کا ناطہ مان
جہاں نہ ہووے تہاں کر ہووے اپنی سان
(گورپرتاپ سورج گرنتھ رت ۵ انسو ۱۵)

سردار کاہن سنگھ صاحب نابھہ نے گورو صاحب کے مندرجہ بالا فرمان پر

حسب ذیل نوٹ لکھا ہے :-

"چرن پاہل سکھ اپنی لڑکی کھنڈے کے امرت کو صرف سکھی کا ناطہ سمجھ کر دیوے۔ اگر کھنڈے کا امرتیہ نہ ملے تو اپنے جیسے (چرن پاہیئے) ساتھ ناطہ کرے۔ مطلب یہ ہے کہ چرن پاہلیہ بھی سوائے سکھ کے غیر سکھ کے ساتھ ناطہ نہ کرے"۔

(گورمت سدھاکر ص ۶۲۴)

ایک مرتبہ سکھوں کے ایک دیوان (پنچ خالصہ دیوان) میں یہ معاملہ پیش ہوا تھا۔ کہ بعض سکھ اپنی لڑکیوں کا رشتہ غیر سکھوں سے کر دیتے ہیں۔ اس دکھ کا فیصلہ کیا جائے۔ اس پر جو دیوان نے فیصلہ کیا۔ وہ حسب ذیل ہے :-

(دوکھڑا ۵)

"پہلے غیر سکھ بھائی چارے کو سچا اور خالصہ بھائی چارہ کو بناوٹی مان کر سکھ لڑکیوں کا یوب لیلا دوارہ غیر سکھوں کو دینا اور ان کا سکھ لڑکیوں سے حقے بھروانا۔ یعنی دوسرے گورمت کے خلاف کام کروانے اور خالصہ جتھے میں اس کا علاج اور رشتہ و ناطہ کی تلاش نہ کرنا۔ اور نہ خالصہ دیوانوں نے اس سیوا کے ذمہ دار بننا۔

(فیصلہ دوکھڑا ۵)

اس دیوان نے فیصلہ کیا ہے کہ خالصہ اپنی لڑکیوں کا رشتہ غیر سکھوں کے ساتھ نہ کرے۔ (پرار تھنا سیوک)

خالصہ لڑکیوں کا رشتہ غیر سکھوں کے ساتھ کرنے کے اوگن دوکھڑا ۵ میں بیان کئے گئے ہیں۔ جن کو وچار کر دیوان نے فیصلہ کیا ہے کہ خالصہ اپنی لڑکیوں کا رشتہ غیر سکھوں کے ساتھ نہ کرے۔ پس اگر اب بھی خالصہ جی اپنی لڑکیوں کے رشتے غیر سکھوں سے کرینگے۔ تو مندرجہ بالا غیر مذہب کے کرتبوں کے اپرادھی ہونگے لہذا آئندہ کوئی خالصہ بھائی اپنی لڑکی غیر سکھ کو نہ دیوے۔ اور غیر مذہب کے طریقہ پر کوئی کاریہ نہ کرے۔ اور آپس میں میل جول سے انتظام کرے"۔

(خالصہ رہت پرکاش ص ۳۲)

ان حوالہ جات کی موجودگی میں یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ گورو گوبند سنگھ صاحب نے اپنے سکھوں کو ہندو صاحبان کے رشتہ و ناطہ اور کھانے پینے کے تعلقات قائم کرنے سے روکا ہے اور اور کہا ہے کہ :-

کنیا بیاہے سنگھ کو مونا کو نہ دے
سنگھ سمیرا کال پر یہ سو خالصہ بھیو

(رہت نامہ بابا سمیر سنگھ) ایسی تعلیم کی موجودگی میں اس بات پر بخوبی روشنی پڑ جاتی ہے۔ کہ ہندو اور سکھ ایک قوم سے تعلق رکھتے ہیں یا الگ الگ۔

صلح اور اتحاد ایک نہایت ضروری چیز ہے۔ اور اس کا فقدان قومی ترقی کے راستہ میں بہت بڑی روک پیدا کر دیتا ہے۔ لیکن قوموں کے اتحاد کی بنیاد مذہب پر ہو تو وہ بابرکت ہوتی ہے۔ مگر جس صورت میں مذاہب کی تعلیم متضاد ہو۔ اور ایک دوسرے کے مقدس بزرگوں اور دھرم پستکوں کا رد کیا جا رہا ہو وہاں اتحاد کا ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بن جاتا ہے۔ اگر ہمارے ہندو بھائی اور سکھ دوست متحد ہو سکیں تو خوشی کی بات ہے۔ لیکن اس صورت میں ان کے مذاہب کا جو کچھ باقی رہ جائے گا۔ اس پر وہ خود ہی غور کر لیں۔ اتحاد ایک اچھی چیز ہے۔ لیکن اس کے لئے ان دونوں قوموں کو بہت بڑی قربانی کرنی پڑے گی۔ یعنی اپنے اپنے مذہب میں تبدیلی ﴿

(خاکسار گیانی عباداللہ قادیان)

عرب ملکوں کی فیڈریشن

جنگ کے بعد عرب ممالک کی ایک فیڈریشن قائم ہونے کا خیال عراق کے وزیر اعظم جنرل نوری سعید پاشا نے ایک ملاقات کے دوران میں ظاہر کیا ہے۔ عرب ممالک کی اس دول مشترکہ کو جنگ کے بعد کی دنیا میں بڑی اہم جگہ حاصل ہو گی۔ جنرل موصوف نے کہا۔ معاشرتی سیاسی اور ثقافتی اشتراک ممکن ہے۔ آہستہ آہستہ ہو یا فوراً۔ مگر سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام عرب ممالک کی خارجی پالیسی ایک ہو۔ اور سب مل کر دل و جان سے اس پر چلیں۔

فیڈریشن کے اجزاء کے بارے میں آپ نے مزید کہا کہ فیڈریشن کا ہر ممبر ایک اندرونی کمیٹی مقرر کریگا۔ جو فیڈرل کونسل میں جس کا نام عرب کونسل ہوگا۔ اپنے ملک کی ترجمانی کریگی۔ یہ کونسل فیڈریشن کے جملہ ممبر ملکوں پر اثر ڈالنے والے مسائل کا فیصلہ کریگی۔ جن میں محاصل خارجی پالیسی۔ اقتصادیات اور اقلیتوں کے مسائل بھی شامل ہوں گے۔

(محکمہ اطلاعات پنجاب)

احباب کی خدمت میں ضروری اطلاع

الفضل کے بعض خریدار اصحاب اس خیال سے کہ وی۔ پی کے زائد اور غیر ضروری خرچ سے بچ جائیں دفتر کو یہ ہدایت دے دیتے ہیں۔ کہ ان کے نام وی۔ پی ارسال نہ کیا جائے وہ چندہ خود بروقت ادا کر دیں گے۔ ہمیں افسوس ہے۔ کہ ایسے اصحاب میں سے بہت کم ہیں جو از خود بروقت چندہ کی ادائیگی کرتے ہیں۔ بیشتر اصحاب کئی کئی ماہ خاموش رہتے ہیں۔ اور ہم جب انتظار کے بعد وی۔ پی ارسال کرتے ہیں۔ تو پھر وہ گلہ شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات بالکل خلاف اصول ہے۔ جو دوست ہمیں وی۔ پی کے ذریعہ چندہ وصول کرنے کی ممانعت کر دیتے ہیں۔ ان کا یہ فرض ہے کہ بروقت بذریعہ منی آرڈر چندہ ارسال کر دیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو اپنے فرض سے کوتاہی کرتے ہیں۔

ہم تمام ایسے دوستوں کی آگاہی کے لئے اعلان کرتے ہیں کہ وی۔ پی کے متعلق تحریری یا زبانی ممانعت کر دینا کافی نہیں۔ ہمیں بروقت رقم ملنی ضروری ہے۔ امید ہے۔ متعلقہ احباب اس نہایت ضروری امر کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں گے۔ (مینیجر)

مشرق و مغرب کی تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

ویسٹ منسٹر یکم جولائی۔ مسٹر ونسٹن چرچل نے ایوان عام کو مطلع کیا۔ کہ برطانوی حکومت فرانس کے سیاسی اختلافات میں کسی پارٹی کی جانب داری نہیں کرنا چاہتی اور نیشنل لیبریشن کمیٹی کے کسی خاص ممبر کو مدد دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اور نہ فرانس پر بالواسطہ یا بلاواسطہ کوئی فوجی لیڈر ٹھونسنا مقصود ہے۔ اہل فرانس خود ہی اپنے ملک کی آئندہ حکومت کا فیصلہ کریں گے۔ جنرل آئسن ہور کو شمالی فرانس کی نئی سیاسی تنظیم پر کنٹرول کرنے کا اختیار محض فوجی مصلحت کے پیش نظر دیا گیا ہے۔

سٹاک ہالم یکم جولائی۔ غیر جانبدار ذرائع سے موصول شدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ سسلی میں بندرگاہ مسینا اتحادی طیاروں کی بمباری سے بالکل تباہ ہوگئی۔ تین روز تک آگ لگی رہی۔ اور آمدورفت رک گئی۔

بمبئی یکم جولائی۔ ٹیکسٹائل کمشنر نے ایک بیان شائع کیا ہے۔ کہ بعض حلقوں میں جو غلط فہمی پیدا ہوگئی ہے۔ اس کے ازالہ کے لئے واضح کیا جاتا ہے۔ کہ کنٹرول آرڈرز صرف دیسی کپڑے اور سوت پر نہیں بلکہ غیر ملکی کپڑے اور سوت پر بھی عائد ہوتا ہے۔

لنڈن یکم جولائی وزیر ہند نے دارالعوام میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ حکومت ہند نے کرنسی نوٹوں کے بڑھ جانے کے انسداد کے لئے چند اقدامات کئے ہیں۔ اور اگر ضرورت پڑی۔ تو چند مزید اقدامات بھی اختیار کئے جائیں گے۔

لنڈن۔ یکم جولائی دارالعوام کے اجلاس میں مسٹر ایمری نے ایک سوال کے جواب میں کہا۔ کہ ہندوستان میں اشیائے خوردنی کا قحط نہیں۔ البتہ غلے کی تقسیم کے متعلق بعض غلطیاں کی گئی ہیں۔ اور اس کی ذمہ داری مزارعین کو چھوڑ کر سب پر عائد ہے۔

نئی دہلی ۔معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت ہند کے محکمہ اطلاعات ونشریات کے رکن سر سلطان احمد آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام اور پالیسی خاص کر ہندوستانی زبان وموسیقی کے متعلق کنٹرولر آف براڈ کاسٹنگ سے گفت وشنید کرتے رہے ہیں۔ خبروں کے لئے زبان کا اعلٰے معیار بروئے کار لانے کے لئے اعلٰے قابلیت کے مزید عملے کی خدمات حاصل کرنے کا مسئلہ بھی زیر غور ہے۔

نئی دہلی یکم جولائی۔ ٹیلیفون اور ٹیلیگراف کی ترقی کے لئے پچھلے سال جو سکیم سوچی گئی تھی۔ اس پر تسلی بخش طور پر عمل ہو رہا ہے۔ پہلے اس سکیم کے لئے ۸ کروڑ روپیہ رکھا گیا تھا۔ مگر اب اس کے لئے ۱۹ کروڑ روپیہ وقف کر دیا گیا ہے۔

نئی دہلی یکم جولائی گورنمنٹ ہند نے ایک پریس نوٹ کے ذریعہ ایک حکم جاری کیا ہے۔ جس پر یکم جولائی سے عمل درآمد شروع ہوجائیگا اس حکم کی رو سے کوئی ایسا مضمون جو قابل سنسر ہو نہ ہندوستان سے باہر لے جایا جاسکتا ہے اور نہ ہندوستان میں آسکتا ہے۔

نیویارک۔ یکم جولائی۔ موسم خزاں میں لنڈن سے وہ تمام بچے اور عورتیں نکال لے جائینگے جو ضروری جنگی کاموں میں مصروف نہیں۔ یہ فیصلہ اس لئے کیا گیا ہے۔ کہ اتحادی ہوائی جہازوں کے حملے زیادہ شدت اختیار کر رہے ہیں۔

لنڈن یکم جولائی معلوم ہوا ہے۔ کہ جنرل جیراڈ نے اس مہینے کے شروع میں امریکہ جانا تھا۔ مگر انہوں نے سفر ملتوی کر دیا ہے نئی تاریخ تاحال مقرر نہیں ہوئی۔

کراچی یکم جولائی۔ حکومت سندھ نے ۵ ہزار روپیہ پیر پگاڑو کے خاندان اور دیگر نظربندوں کی امداد کے لئے ۲۹ ہزار روپیہ خرچ کرنیکا فیصلہ کیا ہے۔

لنڈن ۳ر جولائی۔ چہار شنبہ کو امریکی طیاروں نے شمالی فرانس۔ بلجیم اور ہالینڈ میں دشمن کے تیس طیارے برباد کر دئے اور پانچ کو نقصان پہنچایا۔ صرف ایک امریکن طیارہ کام آیا۔

ماسکو ۳ر جولائی۔ روسی طیاروں نے ٹمان میں دشمن کے فوجی ذخائر پر حملہ کر کے انہیں نقصان پہنچایا۔ سمالنسک کے علاقہ میں روسی دستوں نے ایک قلعہ بند پہاڑی پر قبضہ کر لیا۔

لنڈن ۳ر جولائی۔ ہندوستانی ہوا بازوں کا جو دستہ ہوائی ٹریننگ کے لئے یہاں آیا ہے۔ کل رات مسٹر ایمری اور مارشل ویول نے اسے خوش آمدید کہا۔ اس میں ہندو مسلمان۔ سکھ۔ عیسائی اور پارسی ہیں۔ جو ملک کے ہر حصہ سے لئے گئے ہیں۔

دہلی ۳ر جولائی۔ حکومت ہند کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ ایک معین تاریخ کے بعد کوئی شکر کا کارخانہ دار منظور شدہ بیوپاریوں کے سوا کسی کے پاس شکر فروخت نہ کرسکیگا۔ شکر اور اس سے بنی ہوئی اشیاء کے نرخ مقرر کرنے کا بھی شوگر کنٹرولر کو اختیار ہوگا۔ اور ہر صوبہ یا ضلع کے لئے ضروری مقدار بھی وہی مقرر کرینگے۔

لنڈن ۳ر جولائی۔ برطانی سفیر متعینہ امریکہ لارڈ ہیلی فیکس چھ یا آٹھ ہفتوں کے لئے واپس برطانیہ آرہے ہیں۔ آپ وہاں کیبنٹ کے اجلاسوں میں شریک ہوا کریں گے۔ اور مسٹر چرچل کو اپنی رپورٹ پیش کریں گے۔

کلکتہ ۲ر جولائی۔ بنگال کے سول سپلائی کے وزیر نے آج کھانے پینے کی اشیاء کے سرکاری سنٹر کا افتتاح کیا۔ آپ نے کہا۔ حکومت ایسے آٹھ سو سنٹر کھولنا چاہتی ہے۔ یہاں آٹا۔ چاول۔ کھانڈ۔ تیل وغیرہ اشیاء کنٹرول ریٹ پر مہیا ہوسکیں گی۔

دہلی ۳ر جولائی۔ انڈین کمانڈ کے اعلان میں کہا گیا ہے۔ کہ برطانی طیاروں نے اراکان میں جاپانی عمارتوں پر بڑے زور کی بمباری کی۔ اکیاب پر بھی حملہ کیا گیا۔ اور تیل سے لدی ہوئی بیس کشتیاں ڈبو دی گئیں۔ پردم سے ٹانگو کو جانیوالی سڑک پر بھی بمباری کی گئی۔ ایراودی کے کنارے کے ساتھ کے علاقہ میں ریلوے کے ۱۶۵ ڈبوں کے ٹکڑے اڑا دئے گئے۔

واشنگٹن ۳ر جولائی۔ جنوبی بحرالکاہل میں امریکن فوجوں کی کارروائی تسلی بخش طور پر جاری ہے۔ پہلے دو روز کی لڑائی میں ۱۲۳ جاپانی طیارے برباد کر دئے گئے۔ ان کے مقابل پر صرف ۲۵ امریکن طیارے کام آئے۔ نیوگنی میں مغربی کنارے پر جو آسٹریلین فوج ہے۔ وہ امریکن فوج سے ملنے کے لئے بڑھ رہی ہے۔ امریکن طیارے رباؤل پر بڑے زور کے حملے کر رہے ہیں۔ بحری۔ بری اور فضائی فوجیں منڈا پر شدید گولہ باری کر رہی ہیں۔ منڈا کو اب ان فوجوں سے بھی خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ جنہوں نے ۲۵ میل کے فاصلہ پر کل ویرو کی بندرگاہ پر قبضہ کرلیا ہے۔ شمال کی طرف امریکن جہاز نیو جارجیا کے جنوبی کنارے پر حملے کر رہے ہیں۔ رنڈوا کے جزیرہ پر امریکن قبضہ مکمل ہو چکا ہے۔ ابھی تک کوئی جاپانی جنگی جہاز مقابل پر نہیں آیا۔

لنڈن ۳ر جولائی۔ ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ گذشتہ چار سال میں اتحادی دشمن کے اٹھارہ ہزار طیارے برباد کر چکے ہیں۔ ان میں سے چار ہزار برطانیہ پر حملوں کے دوران میں برباد کر دئے گئے تھے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر وپبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:۔ رحمت اللہ خان شاکر